

عدالتِ عظمیٰ پاکستان  
(بااختیار سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس مشیر عالم، جج  
جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

فوجداری عرض داشت برائے حصولِ اجازت اپیل نمبری ۲۰۱۶/۱۲۷۳  
زیرِ شق (۳) ۱۸۵، دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء  
(خلافِ حکم محررہ ۲۸ نومبر ۲۰۱۶ء جاری کردہ فاضل جج، عدالتِ عالیہ پشاور، پشاور  
بر فوجداری ضمانت درخواست نمبر ۲۶۰۶-پی/۲۰۱۶)

۱۔ عابد محمودو

۲۔ احسان اللہ المعروف خان جکے (سائلان)

بنام

۱۔ سرکار بذریعہ سرکاری وکیل صوبہ خیبر پختونخواہ

۲۔ عباد گل (مسئول علیہم)

منجانب سائلان: جناب حسین علی، فاضل وکیل، عدالتِ عظمیٰ  
میر آدم خان، منسلک وکیل، عدالتِ عظمیٰ (غیر حاضر)

منجانب سرکار /

صوبہ خیبر پختونخواہ: جناب زاہد یوسف قریشی، فاضل سرکاری وکیل، عدالتِ عظمیٰ

تاریخ سماعتِ مقدمہ: ۱۱ جنوری، ۲۰۱۷ء

## فیصلہ / حکم آخر

دوست محمد خان، منج:-

مختصر خلاصہ مقدمہ:

مسئول علیہ نمبر ۲/ مستغیث مسی عباد گل نے سول ہسپتال کے شعبہ حادثات ہمراہ نعش مقتول سلیم خان، مسی عاشق خان، افسر مہتمم تھانہ پی ضلع نوشہرہ کو یوں رپورٹ کی کہ مورخہ ۳۱-۰۸-۲۰۱۶ کو گھر میں خوابیدہ تھا کہ بذریعہ فون ڈرائیور شبیر نے اطلاع دی کہ سالہ اش مسی سلیم بس اڈہ پر قتل شدہ پڑا ہے۔ اسی اطلاع پر وہ موقع پر گیا اور سلیم خان کو قتل شدہ پایا۔ ابتدائی اطلاعی خبر وقوعہ میں وقت وقوعہ ۲۲ بجے رات درج ہے جس کے متعلق کوئی قابل قبول وضاحت نہیں دی گئی ہے تاہم مستغیث نے رپورٹ ابتدائی میں کسی بھی شخص کو ملزم نہیں ٹھہرایا اور مزید اظہار کیا کہ مقتول اور ان کا کسی کے ساتھ دشمنی یا رنجش نہیں ہے اور بعدہ معلومات ہونے پر دعویٰ کرے گا۔ مسی شبیر احمد اطلاع دہندہ نے رپورٹ بالا کی تائید میں اس پر اپنا دستخط انگریزی ثبت کیا۔

۲۔ عرصہ قریباً ۳ دن بعد مسی نور شید زمان کی پولیس کے ساتھ اچانک ملاقات ہوئی اور اسکا بیان زیر دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری روبرو مجسٹریٹ ریکارڈ کیا گیا۔ جس میں وہ بیانی ہوا کہ مقتول سلیم کے ساتھ عرصہ چھ / سات سے تعلق اور دوستی رہی اور یہ کہ مورخہ ۳۱-۰۸-۲۰۱۶ کو بعد از نماز عشاء وہ اور سلیم خان (گواہ) کے گھر کے باہر بیٹھے تھے اور گپ شپ میں مصروف تھے کہ اس دوران عابد مسلح بہ کلاشنکوف رائفل اور خان جگے (احسان اللہ) مسلح بہ پستول آئے اور سلیم مقتول کو زبردستی چلنے کو کہا۔ بعدہ پانچ منٹ کے وقفے کے بعد اس نے فائرنگ کی آواز سنی لہذا مذکورہ گواہ نے دونوں سائلین کو قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا تاہم اس کو کسی قسم کی وجہ عداوت معلوم نہیں۔

۳۔ مذکورہ بیان نور شید زمان ہی کہانی استغاثہ کی پوری عمارت کی بنیاد ہے۔

۴۔ مذکورہ گواہ نے جو واقعاتی شہادت دی ہے اس پر بھی عدالت عالیہ کے سامنے سوالات اٹھنے لگے کیونکہ اس نے ایک حلفیہ بیان بمعہ درخواست عدالت عالیہ کو دی کہ اس نے نہ شہادت دی ہے بلکہ پولیس نے اس کو مجبور کیا جبکہ اس کا دوسرا حلفیہ بیان مستغیث مقدمہ نے دوران سماعت عدالت عالیہ کو دیا جس میں انہوں نے پولیس کو بیان دینے کی تائید کی۔ اس امر کو ایک طرف رکھ کر مذکورہ گواہ کے بیان کو اگر انصاف اور قانون کے اصولوں پر سرسری طور پر پرکھا جائے تو اس سے ذہن کو منتشر کرنے والے کئی چبھتے

ہوئے سوالات اٹھتے ہیں وہ یہ کہ مقتول گواہ مذکورہ کا کئی سال سے دوست تھا اور رات کی تاریکی میں اس کے ساتھ گپ شپ لگانا دونوں کی آپس میں گہری دوستی کا ایک بین ثبوت ہے لہذا جبکہ اس کو پہلے ہی شک تھا کہ مقتول کو قتل کیا گیا اور ۱۲۰ قدم کے فاصلے پر فائرنگ کی آواز سنی جب مقتول کو اس سے علیحدہ کیا گیا تو اس نے یہ زحمت گوارہ نہ کی کہ چند قدم آگے جا کر معلوم کرے کہ فائرنگ کیوں، کس نے اور کس وجہ سے کی تھی۔ دوسرا اہم نکتہ جو عدالتی ذہن کو بے قراری میں مبتلا کرتا ہے یہ ہے کہ دوستی کا بھرم رکھتے ہوئے گواہ نے یقینی طور پر مقتول کے تجہیز و تکفین میں ضرور شرکت کی ہوگی، جس پر اس نے اپنے بیان میں مکمل خاموشی اختیار کی ہے۔ تاہم اس سے استغاثہ کو انکار کرنے کی جسارت نہیں اور اس وجوہ کی بناء پر جبکہ پولیس تفتیش میں مصروف تھی اس نے کیوں پہلی فرصت میں یہی بیان پولیس کو نہیں دیا اور متواتر تین روز کی تاخیر کے بعد پولیس کے سامنے بطور گواہ اچانک نمودار ہوا۔ اس قسم کے خمدار اور بل کھاتے ہوئے گواہ کی گواہی کا کردار ایک عام ذی شعور آدمی کو شک میں مبتلا کرنے کے لیے کافی ہے جن پر فاضل جج عدالت عالیہ نے کوئی توجہ نہیں دی ہے۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ درخواست ضمانت پر فیصلہ دینا ایک انسان کی آزادی سے متعلق ہوتا ہے۔ لہذا اس کو سرسری بے قاعدگی یا عدم توجہ یا رسماً کبھی بھی نہ لیا جائے بلکہ اس قسم کی درخواست پر فیصلہ مسلمہ اصولوں کی بنیاد پر کیا جائے جس کی رُو سے بدورانِ سماعت درخواست کسی بھی معقول شک کا فائدہ ملزم کو دیا جانا لازمی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ پاکستان قانونی نظائر کے رسالے میں مقدمہ بعنوان "منظور بنام سرکار" بر صفحہ ۸۱ سال ۱۹۷۲ء پر شائع شدہ ہے۔ نیز حال ہی میں عدالتِ عظمیٰ کے فیصلہ بمقدمہ "طارق بشیر بنام سرکار"، پاکستان نظائر کا ماہانہ رسالہ، شائع شدہ سال ۱۹۹۵ء صفحہ ۳۴ پر یہ اصول واضح کئے گئے ہیں۔ یہاں پر ہم تاکید کے ساتھ دوبارہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اکثر اوقات ماتحت عدلیہ کے فاضل جج صاحبان اور عدالت عالیہ کے معزز جج صاحبان ماہر طب کی رائے بابت زخمت / ضربات مجروحین یا مقتولین کو تائیدی شہادت کا درجہ دیتے ہیں حالانکہ قانون کی نظر میں ماہر طب کی رائے تائیدی شہادت کا درجہ قطعی نہیں رکھتی بلکہ صرف توثیقی شہادت کا درجہ رکھتی ہے جس سے صرف اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ مجروح یا مقتول کو کس آلہ کے ذریعے ضربات پہنچا کر مجروح یا قتل کیا گیا ہے۔ ضربات کسی مجرم یا مجرموں کی نشاندہی نہیں کر سکتی لہذا اس کو آئندہ تائیدی شہادت قرار دینے سے معزز جج صاحبان گریز کریں۔ عدالت ہذا یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت کرنا مناسب سمجھتی ہے کہ واقعاتی شہادت فوجداری قانون میں درجہ بندی کے لحاظ سے کمزور حیثیت رکھتی ہے اور جب تک واقعاتی شہادت کی تمام کڑیاں اس طریقے سے فراہم نہ کی گئی ہوں کہ ایک متواتر زنجیری شکل اختیار کرے اور مقتول اور قتل

کرنے والے کے درمیان نہ ٹوٹنے والا سلسلہ قائم کرے کیونکہ اس لڑی میں اگر ایک کڑی بھی ناپید ہو تو دونوں کے درمیان تسلسل کا رابطہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس قسم کی شہادت پر سزائے موت یا تعزیری سزا / عمر قید کسی کو دینا انصاف کے اصولوں کے منافی ہوگا۔

۵۔ اگر استغاثہ بہ دورانِ سماعتِ مقدمہ ہذا میں معقول شہادت فراہم کرے جو جرم ثابت کرنے کے لئے کافی ہو تو ہماری سرسری جائزہ و بحث و تمحیث متذکرہ بالا سے عدالتِ ابتدائی سماعت کسی طور پر متاثر نہ ہو اور مقدمے کا فیصلہ فراہم کردہ شہادت کی بنیاد پر اور قانون و انصاف کے اصولوں کے مطابق کرے۔

درخواست ہذا برائے حصولِ اجازتِ اپیل منظور کی جا کر اپیل سائلان منظور کی جاتی ہے۔

نوٹ: وجوہاتِ بالا ہمارے مختصر انگریزی حکم نامے مورخہ ۱۱-۰۱-۲۰۱۷ کی تائید میں تحریر کی گئی ہیں جو کہ ذیل میں دوہرایا جاتا ہے:-

"For the reason recorded to be later on, petitioners are admitted to bail subject to furnish bail bonds in the sum of Rs.100,000/- each with two sureties each in the like amount to the satisfaction of learned trial Court, this petition is converted into appeal and allowed."

۶۔ حکم عدالت میں پڑھ کر سنایا گیا۔

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۱۱ جنوری، ۲۰۱۷ء

ایم و سیم